صوبہ سندھ اور بلوچستان کو بھی سندھ بنک اور بلوچستان بنک بنانے کی اجازت دی جائے، الطاف حسین

پاکستان کے تمام مسائل کی اصل جڑ ملک وقوم پر مسلط فرسودہ جاگیردارانہ نظام ہے

متحدہ چاہتی ہے کہ ملک بھر سے نفرتوں کا خاتمہ ہو، ملک میں ایتھنولنگوسٹک کلچرل پلورل ازم اور ایک قوم کا تصور مضبوط ہو

اسٹیٹس کو کے کردار، اسٹیٹس کو، کو چیلنج کرنے والی جماعت کو ختم کرنے کی سازش کرتے ہیں

وکلاء، سول سوسائٹی اور انسانی حقوق کی تنظیمیں کراچی کی بزنس کمیونٹی پر ظلم کے خلاف کیوں نہیں بولیں؟

تاجروں، صنعتکاروں کو حکومت اور سیکوریٹی ایجنسیوں پر اعتماد کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت کیلئے خود انتظامات کرنے ہونگے

کراچی اور سندھ بھر کے صنعتکاروں، تاجروں اور کاروباری شخصیات کے اجتماع سے خطاب

لندن۔۔۔10، فروری 2008ء

متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کو بھی سندھ بنک اور بلوچستان بنک بنانے کی اجازت دی جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کے تمام مسائل کی اصل جڑ ملک وقوم پر مسلط فرسودہ جاگیردارانہ نظام ہے اور جب تک ملک وقوم کے مسائل کی اصل جڑ کو ختم نہیں کیا جاتا ملک میں سیاسی استحکام نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم ترقی وخوشحالی کیلئے 21 ویں صدی کے جدید تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ نہیں کریں گے تو ترقی کی دوڑ میں ہمارا پیچھے رہ جانا فطری عمل ہوگا۔

یہ بات انہوں نے اتوار کے روز پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں کراچی چیمبر آف کامرس، کراچی، حیدرآباد اور اندرون سندھ کی صنعتی تنظیموں کے نمائندوں، صنعتکاروں، تاجروں اور کاروباری شخصیات کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اجتماع سے بزنس کمیونٹی کے معروف نمائندے ایس ایم منیر، سراج قاسم تیلی، ڈاکٹر ارشد وہرہ، احمد چنائے، ایم کیوایم کی رابطہ کمیٹی کے ڈپٹی کنوینز ڈاکٹر فاروق ستار، رابطہ کمیٹی کے ارکان عادل صدیقی اور بابر خان غوری نے بھی خطاب کیا۔ اجتماع میں بزنس کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے افراد نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی جن میں ملک کے معروف صنعتکاروں وتاجروں کے علاوہ کراچی اور سندھ بھر سے بزنس کمیونٹی کے افراد اور ملک کی 35 سے زائد بزنس تنظیموں کے نمائندے بھی شامل تھے۔ اس موقع پر بزنس کمیونٹی سے تعلق رکھنے والی خواتین بھی کثیر تعداد میں موجود تھیں۔

اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جناب الطاف حسین نے کہا کہ ابتداء میں ایم کیوایم کے فکروفلسفہ ''حقیقت پسندی اور عملیت پسندی'' کو لوگ سمجھ نہیں پائے۔ وقت اور حالات گزرنے کے ساتھ آہستہ آہستہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد ایم کیوایم کے فکروفلسفہ کو سمجھنے لگے ہیں جو کہ خوش آئند ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی تاریخ میں اسٹیٹس کو کے کردار، اسٹیٹس کو، کو چیلنج کرنے والی جماعت کے خلاف متحد ہوکر نہ صرف اس جماعت کو ختم کرنے کی سازش عمل کرتے ہیں بلکہ اس کے خلاف اسقدر من گھڑت اور منفی پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ عام لوگوں کے ذہن میڈیا سے من گھڑت اور جھوٹا پروپیگنڈہ سن کر اسے درست سمجھنے لگتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں اسٹیٹس کو، کو چیلنج کرنے والوں کے لئے شکوک وشبہات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اس منفی پروپیگنڈوں کے باعث عوام خود کو اس جماعت سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسٹیٹس کو کے خلاف جدوجہد کرنے والی جماعت کو برا سمجھنے لگتے ہیں۔

جناب الطاف حسین نے پاکستان اور بھارت کی معاشی صورتحال کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ آج بھارت کی معیشت، پاکستان کی معیشت سے بہت زیادہ آگے ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بھارت نے آزادی کے فوراً بعد جاگیردارانہ، وڈیرانہ اور نوابی نظام سے چھٹکارا حاصل کرلیا لیکن آج 60 برس گزر جانے کے باوجود ہم پاکستان سے فرسودہ جاگیردارانہ کرپٹ سیاسی نظام کو ختم نہیں کرپائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم ترقی وخوشحالی کیلئے 21 ویں صدی کے جدید تقاضوں سے خود کو ہم آہنگ نہیں کریں گے تو ترقی کی دوڑ میں ہمارا پیچھے رہ جانا فطری عمل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم بوسیدہ اور فرسودہ جاگیردارانہ نظام کے ساتھ جڑے رہتے ہوئے انڈسٹریلائزیشن اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں داخل ہو بھی جائیں تو کبھی ہماری راہ میں لوڈشیڈنگ کے مسائل آئیں گے اور کبھی غیر منصفانہ پالیسی ہمارے سامنے آئے گی جس کی وجہ سے ہم ترقی کے میدان میں ایک حد سے آگے نہیں جاسکیں گے۔

انہوں نے کہا کہ ٹیلی ویژن اور اخبارات میں بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہیں اور مباحثہ کئے جاتے ہیں، مختلف جماعتوں اور شخصیات پر بات کی جاتی ہے لیکن ان میں کبھی مسائل کی اصل جڑ یعنی فرسودہ جاگیردارانہ نظام پر مباحثہ نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم کسی بیماری کی اصل جڑ تک نہیں پہنچیں گے تو اس بیماری کا صحیح علاج

کیسے کرسکیں گے؟ ہم مسائل کا مصنوعی حل تلاش کرتے رہے ہیں۔اگر ہم بیماری کی اصل جڑ یعنی پاکستان پر مسلط فرسودہ جاگیردارانہ نظام کوختم نہیں کریں گے تو پاکستان میں سیاسی استحکام نہیں ہوسکتا۔

جناب الطاف حسین نے کہا کہ دنیا کی کوئی بھی قوم جزوواحد پر مشتمل نہیں ہوتی بلکہ مختلف ثقافتی ولسانی اکائیوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔انہوں نے کہا کہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں الگ الگ زبانیں بولی جاتی ہیں، ہرصوبے کی ثقافتی اقدار، روایات اورتہذیب الگ ہے لیکن ملک وقوم پر مسلط فرسودہ جاگیردارانہ نظام اور کلچر کی وجہ سے ہم Ethno-Liguistic Pluralism کی جانب نہیں جاسکے اور پاکستان میں ایک قوم کا تصور فروغ نہیں پاسکا۔ 60 برس گزرجانے کے باوجود پاکستان میں Ethno-Linguistic Particularism عروج پر ہے اورشناخت کا معیار پلورل ازم کے بجائے پرٹیکلر ازم ہے اور ہم پاکستانی ہونے پر فخر کرنے کے بجائے اپنی اپنی قومیتوں پر ناز کرتے ہیں۔ جناب الطاف حسین نے کہا کہ پاکستان میں Ethno-Liguistic Pluralism کے فروغ کیلئے ضروری ہے کہ حکومتوں کی جانب سے ملک کی تمام لسانی، ثقافتی وصوبائی اکائیوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ ساؤتھ ایشیا ریجن میں پاکستان کی جیوپولیٹیکل اسٹریٹیجک پوزیشن بڑی اہمیت کی حامل ہے۔اگر ہم آج ایک متحد اور مضبوط قوم ہوتے تو کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ وہ یہ کہتا کہ ہم جب چاہیں پاکستان میں داخل ہوسکتے ہیں۔انہوں نے مزید کہا کہ یہ صرف کہا ہی نہیں جاتا بلکہ جب ان کا دل چاہتا ہے وہ پاکستان میں کارروائی کرکے واپس چلے بھی جاتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ موجودہ بین الاقوامی سیاسی منظرنامے میں پاکستان کی جیوپولیٹیکل اسٹریٹیجک پوزیشن کو سامنے رکھ کرآپ ذرا 12 مئی اور 27، دسمبر 2007ء کے واقعات کا جائزہ لیں۔ 27، دسمبر کو پاکستان کی ایک رہنماء محترمہ بےنظیر بھٹوکوراولپنڈی میں شہید کیا گیا۔اگر کسی کوردعمل کرنا تھا تو راولپنڈی یا پنجاب جاکروہاں اپنا غصہ نکالتے لیکن توڑ پھوڑ، لوٹ ماراورقتل وغارتگری کا نشانہ سندھ کو بنایا گیا۔اس دن کورنگی انڈسٹریل ایریا، سائٹ ایریا میں فیکٹریوں اور دکانوں کولوٹ کرجلایا گیا، فیکٹریوں میں انسانوں کوزندہ جلادیا گیا، خواتین کی عصمت دری کی گئی اور کراچی سمیت سندھ کے مختلف شہروں کے تاجروں اورصنعتکاروں کی برسوں کی محنت کوجلاکرراکھ کردیا گیا۔سوال یہ ہے کہ کراچی کی بزنس کمیونٹی کا کیا قصور تھا اورانہیں کس بات کی سزادی گئی؟ کراچی کے صنعتکاروں اور تاجروں کی فیکٹریوں اور دکانوں کونذرآتش کرنے کےعمل پر پاکستان کی کتنی سیاسی ومذہبی جماعتوں نے بزنس کمیونٹی سے ہمدردی کا اظہار کیا؟ بزنس کمیونٹی نے پاکستان کی بڑی خدمت کی ہے ، پاکستان کی ترقی میں کراچی کی بزنس کمیونٹی کا بہت بڑا حصہ ہے میں پوچھتا ہوں کہ جووکلاء، سول سوسائٹی اورانسانی حقوق کی تنظیمیں صبح شام مظاہرے اور جلسے جلوس کرتی رہی ہیں وہ کراچی کی بزنس کمیونٹی پرظلم کے خلاف کیوں نہیں بولیں اورانہوں نے اس کھلی دہشت گردی کی مذمت کیوں نہیں کی؟

جناب الطاف حسین نے کہا کہ 12 مئی کو طے شدہ منصوبے کے تحت ان قوتوں نے سازش کی جومتحدہ قومی موومنٹ کے خلاف ہیں، انہوں نے قاتل کومقتول اور مقتول کوقاتل قراردےدیا، اس وقت یہی اخبارات، ٹی وی چینلز اور سیاسی ومذہبی جماعتیں تھیں جوایم کیوایم کے خلاف زہراگلتی رہیں لیکن 27، دسمبر کے بعد تین روز تک کراچی میں جلاؤ گھیراؤ، لوٹ مار اور دہشت گردی ہوتی رہی اس وقت میڈیا اور سیاسی ومذہبی جماعتیں کہاں چلی گئی تھیں؟ انہوں نے کہا کہ امن وامان کی صورتحال کو برقرار رکھنا حکومت اوراسکی سیکوریٹی ایجنسیوں کی ذمہ داری ہے اگر وہ اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں تو پھر کراچی میں باربار یہی کھیل کھیلا جاتا رہے گا اور کسی نہ کسی بہانے کو جواز بناکر کراچی پراسی طرح چڑھائی کی جاتی رہے گی۔ایسی صورت میں عوام اور بزنس کمیونٹی کے افراد کیا کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ اپنے دفاع کا حق نہ صرف اسلام نے دیا ہے بلکہ اقوام متحدہ کے چارٹر میں بھی دیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ 14، دسمبر 1986ء کوقصبہ علیگڑھ اوراورنگی ٹاؤن میں نہتی آبادیوں پر حملے کرکے چھ گھنٹے تک قتل وغارتگری کی گئی، سینکڑوں افراد کوشہید کردیا گیا، خواتین کی عصمت دری کی گئی، معصوم بچوں کوزندہ جلادیا گیا لیکن ان بےگناہ عوام کو بچانے اوران کے تحفظ کیلئے کوئی نہیں آیا۔ میں نے عوام سے کہا کہ جب ریاستی ادارے تحفظ فراہم نہیں کررہے تو اپنے گھروں، بچوں اور خواتین کی حفاظت خودکریں جس پر میرے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا گیا کہ الطاف حسین ٹی وی، وی سی آر بیچ کر اسلحہ خریدنے کا درس دےرہا ہے۔ جناب الطاف حسین نے کہا کہ اپنے تحفظ کیلئے جائز اور قانونی انتظامات کرنا کیا غلط ہے؟ انہوں نے بزنس کمیونٹی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ انہیں حکومت اور سیکوریٹی ایجنسیوں پراعتماد کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت کیلئے خودانتظامات کرنے ہونگے۔

جناب الطاف حسین نے کہا کہ 1988ء سے 2002ء تک مخلوط حکومت میں ہونے کے باوجود متحدہ کوکبھی کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا لیکن جیسے ہی متحدہ قومی موومنٹ کوموقع ملا اس کے نمائندوں، گورنر سندھ اور ناظم اعلیٰ کراچی نے پانچ سال میں وہ ترقیاتی کام کرکے دکھائے جو 60 برسوں میں بھی نہیں ہوئے۔انہوں نے کہا کہ ایم کیوایم کا پیغام ملک کے چپے چپے میں پھیل رہا ہے اورانشاءاللہ وہ وقت بہت جلد آئے گا جب متحدہ کومخلوط حکومت کی ضرورت نہیں پڑے گی۔انہوں نے کہا کہ جس دن وفاق اورصوبوں میں ایم کیوایم کی حکومت قائم ہوئی اس دن امن وامان کے مسئلہ کے حل کیلئے پہلا اصول یہ ہوگا کہ ہرصوبے کی اپنی اپنی پولیس ہوسب جگہ لوکل پولیس

ہو۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے پولیس افسران اور پیراملٹری فورسز بھی دوسرے صوبوں سے آتی ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ عمل نہیں چلے گا۔یا تو ہمیں پاکستانی نہ سمجھنے کا واضح اعلان کیا جائے اگرہمیں پاکستانی سمجھا جاتا ہے تو پھر ہمیں فوج، رینجرز اور لوکل پولیس میں حصہ دیا جائے۔انہوں نے کہا کہ 27، دسمبر کے واقعات کے دوران ہمارے لوگ رورو کرفون کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ الطاف بھائی ہماری آنکھوں کے سامنے سب کچھ لٹ رہا ہے، میں نے ان سے کہا کہ صبر کرلو ورنہ سارا الزام ایم کیوایم پر آجائے گا اور یہ فسادات دوسرا رخ کرلیں گے۔انہوں نے کہا کہ الطاف حسین واحد تھا جو بار بار صدرمملکت کوفون کر کے درخواست کرتا رہا کہ اگر بزنس کمیونٹی کے نقصانات کا ازالہ نہیں کرسکتے تو کم ازکم ان سے ملاقات کرکے ان کی باتیں ضرور سن لی جائیں۔جس کے بعد صدر نے میری درخواست قبول کرتے ہوئے متاثرہ صنعتکاروں سے ملاقات کرلی۔انہوں نے کہا کہ ہم متاثرین کے نقصانات کے ازالے کیلئے خاموش نہیں بیٹھیں گے اور ہماری کوشش ہے کہ بزنس کمیونٹی کو جونقصان ہوا ہے اس کا ازالہ ہوسکے۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیوایم کے خلاف 19، جون 1992ء کو آپریشن شروع کیا گیا جو کہ 1999ء تک جاری رہا۔اس دوران میرے بھائی اور بھتیجے سمیت 15، ہزار سے زائد کارکنان ماورائے عدالت قتل کردیئے گئے۔حق پرستی کی اس جدوجہد میں ایم کیوایم نے بڑی قربانیاں دی ہیں، ہم قربانیاں دینا اور مقابلہ کرنا جانتے ہیں لیکن ہم کسی سے لڑنا نہیں چاہتے اور حکومت سے کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بھی انصاف کیا جائے لیکن اگرہمیں لاوارث سمجھا گیا تو ہم اسلامی تعلیمات اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت اپنے دفاع کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔انہوں نے بزنس کمیونٹی سے کہا کہ ایم کیوایم تاجروں اور صنعتکاروں کے تحفظ کیلئے اپنے سارے وسائل استعمال کرے گی اور اس کیلئے بزنس کمیونٹی کو بھی ایم کیوایم کے ہاتھ مضبوط کرنے ہونگے۔

جناب الطاف حسین نے کہا کہ پاکستان کے خلاف بین الاقوامی سطح پر تیزی سے سازشیں ہورہی ہیں لیکن ایم کیوایم کی موجودگی میں پاکستان کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں لیکن ہماری ہمتیں اور حوصلے بہت جوان ہیں۔خاکم بدہن اگر پاکستان کو گریٹر افغانستان، گریٹر بلوچستان اور گریٹر پنجاب میں تقسیم کردیا جائے تو ہم اور آپ کہاں جائیں گے؟انہوں نے کہا کہ ہم بین الاقوامی دنیا اور پاکستان کے حکمرانوں اور پالیسی ساز اداروں کو بھی بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نہ سمندر میں جائیں گے اور نہ ہی دوسری ہجرت کریں گے۔ ہمارا جینا مرنا اب یہیں ہے۔ہم حکومت سے کہتے ہیں کہ خدارا!بلوچستان اور ملک کے دیگر علاقوں میں افہام وتفہیم سے مسائل حل کئے جائیں اور تمام صوبوں کو مکمل صوبائی خودمختاری دے دی جائے اس سے پاکستان مضبوط ہوگا۔

جناب الطاف حسین نے کہا کہ سپریم کورٹ کے ججوں نے 2000ء میں پی سی او کے تحت حلف اٹھایا اور دوسرا حلف 2007ء میں اٹھایا جنہوں نے بعد میں آئین کے تحت بھی حلف لے لیا ہے۔سول سوسائٹی اور بعض وکلاء برادری شور مچارہی ہے کہ 2000ء میں پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والے ججوں بشمول افتخار محمد چوہدری کو بحال کیا جائے کیونکہ ہم 2007ء میں پی سی او کے تحت حلف اٹھانے والوں کو نہیں مانتے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ 2000ء میں بھی پی سی او کے تحت حلف اٹھایا گیا تھا اور 2007ء میں بھی پی سی او کے تحت حلف اٹھایا گیا تو پھر ایک حلف صحیح اور دوسرا حلف غلط کیسے ہوگیا؟انہوں نے کہا کہ نوازشریف کہتے ہیں کہ ججوں کو بحال کرکے 3،نومبر والی پوزیشن بحال نہ کی گئی تو وہ احتجاج کریں گے جبکہ انہوں نے اپنے دورحکومت میں سپریم کورٹ پر حملہ کرایا، ججوں کو پیسہ دیا۔آج ہی سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ اگر نوازشریف اپنے دور حکومت میں سپریم کورٹ پر حملے نہ کرواتے اور ججوں کو نہ خریدتے تو آج ججوں کا یہ حال نہیں ہوتا۔

جناب الطاف حسین نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ملک سے فرسودہ جاگیردارانہ نظام ختم ہو۔یہ جاگیردار وڈیرے قومی خزانے سے اربوں کھربوں روپے کے قرضے لیکر معاف کرالیتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے سرکاری خزانہ لوٹ رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم کوشش کررہے ہیں کہ سندھ اور کراچی کو اس کا جائز حصہ ملے کیونکہ معیشت کسی بھی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔آج دنیا بھر میں معیشت کی جنگ ہے۔جتنی معیشت مضبوط ہوگی اتنا ہی پاکستان مضبوط ہوگا اور اس کے عوام خوشحال ہونگے اور کوئی طاقت پاکستان کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکے گی۔انہوں نے کہا کہ ہم تعصب پر یقین نہیں رکھتے۔جس طرح کراچی سب کا ہے اسی طرح لاہور اور پشاور بھی سب کا ہے۔انہوں نے کہا کہ اسٹریٹ کرائمز کے خاتمے کیلئے ہم کوشش کریں گے کہ وفاقی حکومت سے اجازت لیکر لوکل باڈیز کی سطح پر ایک فورس بنائی جائے جس کا کام صرف اسٹریٹ کرائمز روکنا ہو۔

جناب الطاف حسین نے کہا کہ جس ملک میں امتیازی سلوک اور دہرا معیار ہوگا وہاں محبتوں کے بجائے نفرتوں کا جنم ہوگا اور متحدہ چاہتی ہے کہ ملک بھر سے نفرتوں کا خاتمہ ہو، ملک میں ایتھنولنگوسٹک کلچرل پلورل ازم اور ایک قوم کا تصور مضبوط ہو۔جناب الطاف حسین نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا کہ صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان کو بھی سندھ بنک اور بلوچستان بنک بنانے کی اجازت دی جائے۔انہوں نے کہا کہ کراچی کے قریب کراچی کے رقبے کے برابر ریونیو کی زمین پر لینڈ مافیا اور ڈرگ مافیا قبضے کررہی ہے اور اگر حق پرست نمائندے انتظامیہ سے زمینوں پر قبضے کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرواتے ہیں تو اسے لسانی رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔انہوں نے

کہا کہ پاکستان کا انفراسٹرکچر بھرنے اور قائد اعظم کو بلینک چیک دینے والی بزنس کمیونٹی کو آج ناانصافیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے اس مذاق کو بند کیا جائے۔

جناب الطاف حسین نے کہا کہ کراچی کی بزنس کمیونٹی کی یہ شکایت بالکل درست ہے کہ ان کے ساتھ آج تک متعصّبانہ پالیسی روا رکھی جاتی ہے، کسی صوبے میں بجلی کے نرخ 100 روپے فی یونٹ اور کسی صوبے میں 600 روپے فی یونٹ رکھے جائیں تو یہ کھلی ناانصافی ہے۔ اسی طرح ٹیکسیشن اور صنعتوں کیلئے حکومت کی جانب سے کسی ایک صوبے کی بزنس کمیونٹی کو زیادہ اور دوسرے صوبے کی بزنس کمیونٹی کو کم سہولیات دیکر ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیوایم اسی متعصّبانہ اور امتیازی عمل کے خاتمے کیلئے قائم کی گئی تھی۔ ایم کیوایم کا شروع دن سے یہی مطالبہ ہے کہ پاکستان کے چاروں صوبوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ تمام تر مشکلات اور ناانصافیوں کے باوجود کراچی ٹیکس اور ریونیو کی مد میں وفاق کو 70 فیصد حصہ ادا کرتا ہے اس کے باوجود کراچی میں بجلی کے نرخ سب سے زیادہ ہیں اور سب سے زیادہ لوڈشیڈنگ بھی اسی شہر میں ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ این ایف سی ایوارڈ میں سندھ کو اس کا جائز حصہ تو کجا سندھ کی آبادی کے حساب سے بھی حصہ نہیں دیا جاتا۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھرپور کوشش کررہے ہیں کہ ریونیو کی زمین حاصل کرکے سٹی حکومت وہ زمین انڈسٹریل زونوں کو دیدے۔ جناب الطاف حسین نے بزنس کمیونٹی کے اجتماع کے انعقاد پر منتظمین کو زبردست خراج تحسین بھی پیش کیا۔

اجتماع میں تاجروں اور صنعتکاروں کی 35 سے زائد تنظیموں کے نمائندوں کی بھرپور شرکت

کراچی۔۔۔10، فروری 2008ء

اتوار کے روز پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں کراچی سمیت سندھ بھر کے تاجروں اور صنعتکاروں کے اجتماع میں کراچی، حیدرآباد اور اندرون سندھ کے تاجروں اور صنعتکاروں کی 35 سے زائد تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اجتماع میں شرکت کرنے والی تنظیموں میں فیڈریشن آف پاکستان چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، کراچی چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز، حیدرآباد چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز، سائیٹ ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری، کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری، حیدرآباد، کوٹری ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری، فیڈرل بی ایریا ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری، نارتھ کراچی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری، ایسوسی ایشن آف بلڈرز اینڈ ڈیولپمنٹ (آباد)، لانڈھی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری، آل پاکستان ٹیکسٹائل پروسیسنگ ملز ایسوسی ایشن، پاکستان ریڈی میڈ گارمنٹ ایسوسی ایشن، پاکستان ہوزری مرچنٹ ایسوسی ایشن، پاکستان ٹاول ایسوسی ایشن، پاکستان آٹو موبائل اند اسپیئر پارٹس ڈیلر ایسوسی ایشن، پاکستان اسمال آٹو پارٹس ڈیلرز ایسوسی ایشن، ہارڈ ویئر مرچنٹ ایسوسی ایشن، اسمال ٹریڈرز ایسوسی ایشن، پاکستان الیکٹرانک ڈیلرز ایسوسی ایشن، پاکستان کلاتھ مرچنٹ ایسوسی ایشن، پاکستان یارن مرچنٹ ایسوسی ایشن، پاکستان ٹریول ایجنٹس ایسوسی ایشن، کراچی اسٹاک ایکسچینج، کراچی کاٹن ایکسچینج، کراچی آٹو موبائل مارکیٹ ایسوسی ایشن، پاکستان اسٹیل مرچنٹ ایسوسی ایشن، وومن انٹر پرینئرز ایسوسی ایشن، آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن، کراچی کلب، کراچی جیمخانہ، پاکستان نٹس اینڈ سوئیٹر ایسوسی ایشن، پاکستان ٹمبر مرچنٹ ایسوسی ایشن، آل پاکستان میمن فیڈریشن، آغا خان بزنس کمیونٹی، بوہری بزنس کمیونٹی اور دیگر تنظموں کے نمائندوں نے بھرپور شرکت کی۔

تقریب میں شرکت کرنے والے نمائندوں میں سراج قاسم تیلی، ایس ایم منیر، عقیل کریم ڈیڈھی، عارف حبیب، یونس تابا، ارشد وہرہ، احمد چنائے، زبیر موتی والا، حاجی محمد یعقوب، بدر انور لاری، شمیم احمد شمسی، ریاض چنائے، حاجی غنی عثمان، بدر چغتائی، شیخ فضل جلیل اور جاوید بلوانی سمیت ڈیڑھ سو سے زائد تاجروں اور صنعتکاروں نے شرکت کی جن میں بزنس کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے خواتین بھی بڑی تعداد میں شامل ہیں۔

☆☆☆☆☆